بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی

دوٹوک

☆سید بشارت شکوہ

اللہ رکھے، مسلمانوں کے ہمدردوں کی کمی نہیں ہے۔ اکیلی ممبئی میں ڈھیروں ہمدرد ہیں۔ ایسے ہمدرد جو پورے ملک کے مسلمانوں کا بار اپنے ناتواں کندھوں پر اٹھانے کو تیار ہیں۔ مسلمانوں کی آنکھ میں تنکا چلا جائے تو یہ آرام پہنچانے کی غرض سے ان کی آنکھیں نکال لیں۔

ان کے دلوں میں مسلم سماج کے لئے کوٹ کوٹ کے محبت بھری ہے۔ یہ انہیں پاک نہ سہی مگر صاف ستھرا بنانا چاہتے ہیں۔ ان کے چہروں پر چمک ہو مگر پیشانی پر سجدوں کا نشان نہ ہو جو بدنامی کا سبب ہے۔ یہ مسلمانوں کے چہروں پر ڈاڑھیاں دیکھ کر افسوس کرتے ہیں کہ اپنے چہروں پر دہشت کے جھاڑ جھنکار اگا رکھے ہیں۔ انہیں افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اپنی وضع قطع سے اپنے آپ کو قومی دھارے سے الگ تھلگ کر لیا ہے۔

مساجد کے میناروں سے بلند ہونے والی اذان کی آوازیں انہیں شرمندہ کرتی رہتی ہیں کہ یہ بھی اسی گروہ کے افراد ہیں جو روزانہ پانچ وقت فضا کو مکدر کرتا ہے۔ انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہتے شرم آتی ہے۔ مگر کیا کریں کہ ان کے بزرگوں نے ان کے نام یا تو اسلامی رکھ دیئے ہیں یا عربی یا فارسی الفاظ سے بنے ہوئے نام ان کو دیدیئے تھے۔ مجبوری یہ ہے کہ انہی ناموں سے مشہور ہو چکے ہیں ورنہ جس طرح یہ نماز روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کو ترک کر چکے اسی طرح اپنے نام بھی ترک کر دیتے۔

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

اللہ اس کے رسولؐ اور اسلام سے دشمنی میں کچھ عرصہ قبل انہوں نے اپنے آپ کو کمیونسٹ یا سوشلسٹ کہلوایا تھا مگر شامت یہ آئی کہ کمیونزم کا سب سے بڑا دھرم شالہ چکنا چور ہو گیا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

مگر چور چوری سے جاتا ہے ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ یہ اب بھی کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے اسلام پر گوریلا حملے کرتے رہتے ہیں۔ جن سے انگریزی اخبار ٹائمس آف انڈیا کے ۳ را کتوبر ۲۰۰۳ کے شمارے میں ایک چونکا دینے والی خبر شائع ہوئی جس کی سرخی ہے:

"آئمہ اور ملاؤں کے فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ہم موجود ہیں"

اس رکیک خبر کا اختصار بلکہ لب لباب یہ ہے کہ یہ حضرات کئی برسوں سے یہ الزام سہتے آئے ہیں کہ اس ملک میں اعتدال پسند مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے انہوں نے "سخت گیر" مسلمانوں کو چیلنج کرنے کے لئے ایک قومی ادارہ بنایا ہے جس کا نام "مسلمس فار سیکولر ڈیموکریسی Muslims for Secular Democracy" رکھا ہے تاکہ مسلمانوں کا سیکولر چہرہ ابھر سکے۔"

ادارے کے پیر مغاں مسز شبانہ اعظمی عرف جاوید اختر نے اعلان کیا "ہم شاہی اماموں اور ملاؤں کے فریب کو توڑنے کے لئے موجود ہیں" اس ادارے کے ایک دوسرے بانی جریدہ کمیونل کمبیٹ Comunal Combat کے مالک اور ایڈیٹر جاوید آنند نے کہا کہ انکا ادارہ سنگھ پریوار اور اسلامی بنیاد پرستوں کا مقابلہ کرے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ان کا ادارہ غیر سیاسی ہے اور یہی ادارہ مسلمانوں کی آواز ہے۔ شری جاوید آنند جی نے کہا کہ ادارے کا فوری ایجنڈا ہے مسلمانوں کی آبادی پر روک لگانا۔ سڑکوں پر نماز پڑھنے کی مخالفت کرنا۔ جن سوسائٹیوں میں غیر مسلم بھی مکین ہیں ان میں عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کی قربانی پر پابندی لگانا وغیرہ۔

اس خبر کے ساتھ اخبار مذکور نے ادارے کے بعض اراکین کی تصویریں بھی شائع کی ہیں اور ان کے مختصر بیانات بھی ہیں جن میں ادارے کے اغراض و مقاصد کی تائید ہے۔ یہ حضرات ہیں روزنامہ انقلاب ممبئی کے کالم نویس اور نغمہ نگار حسن کمال، صحافی ظفر آغا، سماجی کارکن علی اصغر اور آرکیٹکٹ سلیم دواولا اور غلام پیش امام۔

ہمارا خیال ہے کہ ابھی تو یہ ادارہ قطعاً ابتدائی منزل میں ہے مگر جب مکمل طور پر آل انڈیا ہوگا تو ایسے ہی کٹر خیالات کے دیگر حضرات مثلاً مختار عباس نقوی اور شہنواز حسین وغیرہ بھی شامل ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ فی الحال مصلحتاً انہیں پس پردہ رکھا گیا ہو۔

مگر چلئے مسلمانوں کو رہنمائی کے لئے کچھ صاحبان فکر لیڈر مل ہی گئے۔ ابولہب اور ابوجہل وغیرہ نے مسلمانوں کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے ہی لی۔

۳ را کتوبر کو ہی یہ خبر شائع ہوئی تھی اور اسی شب کو میرے محترم کرم فرما انیس نقوی صاحب کی دختر نیک اختر کی شادی خانہ آبادی تھی۔ اور جوہو ہوٹل کے سبزہ زار پر ایک نہایت پر تکلف دعوت کا اہتمام تھا۔ انیس نقوی صاحب ممبئی میں ایک ہردلعزیز سماجی شخصیت ہیں اس لئے مہمانوں کا ہجوم تھا۔ مہمانوں میں حسن کمال صاحب بھی موجود تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ ان کے ادارے کا صدر کون ہوگا تو انہوں نے فرمایا "بہت سے لوگ ہیں مثلاً اصغر علی انجینئر وغیرہ۔ ان میں سے کوئی بھی صدر بن سکتا ہے"۔

غور طلب بات یہ ہے کہ کیسے کیسے دلوں میں مسلمانوں اور اسلام کی محبت کا لاوا پھوٹ رہا ہے۔ ابھی چند ہی مہینوں قبل مسز شبانہ اعظمی عرف جاوید اختر صاحب نے روزنامہ ٹائمس آف انڈیا میں اعلان کیا تھا کہ ان کے گھرانے میں دین اور اللہ کی کوئی تصور نہیں ہے اور وہ خدا اور مذہب میں بالکل یقین نہیں رکھتے۔ انکا یہ فخریہ بیان باتصویر شائع ہوا تھا۔ اس سے قبل انہوں نے کہا تھا کہ جب وہ پیدا ہوئے تھے ان کے کانوں میں (بجائے اذان اور اقامت کے) کمیونسٹ پارٹی کا مینی فیسٹو سنایا گیا تھا۔ موصوف اپنی پیدائش کے وقت سے ہی اسلام اور مسلمانوں کے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ ابھی چند دنوں پہلے ہی انہوں نے ایک بیان دیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے جب خیال آتا ہے کہ سپریم کورٹ کے ایک فیصلے کے خلاف راجیو گاندھی نے مسلمان عورتوں کے لئے قانون تبدیل کر دیا۔ ان کا یہ خیال شاہ بانو کے مقدمے کے بارے میں تھا۔ اب وہ جاوید اختر صاحب آئمہ اور ملاؤں کے فریب کے پردے کو چاک کریں گے۔

جاوید آنند صاحب بھی ایک صحافی ہیں اور کمیونل کمبیٹ Comunal Combat نامی ایک جریدہ شائع کرتے ہیں۔ موصوف کی خاص صفت یہ ہے کہ ایک بڑے نامی غیر مسلم خاندان میں بیاہے گئے ہیں۔ ان کی زوجہ محترمہ ایک سماجی کارکن ہیں اور فرقہ پرستی کے خلاف اکثر تقریریں کرتی ہیں۔ مگر وہ ان سے شادی سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں اور شادی کے بعد بھی مسلمان نہیں ہیں۔

یہ ادارہ وجود میں کیوں آیا ہے۔ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔ اس کا مقصد کیا ہے۔ یہ حضرات تو بقول ان کے آئمہ اور ملاؤں کے فریب کا پردہ چاک کر چکے اور کچھ نہ مل پایا مگر ہم ان کے فریب کا پردہ چاک کرتے ہیں۔ ان کا ماضی و حال اور ان کے اعمال بتا رہے ہیں کہ ان کے ادارے کا مقصد کیا ہے۔ کچھ عرصے سے بی جے پی حکومت بابری مسجد کے معاملے میں مسلمانوں کو رام کرنے کے لئے نت نئے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ کبھی مرکزی حکومت نے ملک کے مختلف بڑے شہروں میں مسلمان ناموں کے لوگ بھیجے جنہوں نے مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کی کوشش کی کہ اگر مسلمان رام مندر کی تعمیر کی اجازت نہیں دیتے تو پورے ملک کو گجرات بنا دیا جائے گا۔ یہ حربہ قطعاً ناکام ہو گیا۔ مسلمانوں کی صفوں میں خوف و ہراس نہ پیدا کر سکا۔ اس کے بعد شنکر اچاریہ جی کے ذریعہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے سامنے دھمکی آمیز تجویز رکھی گئی کہ کئی ہزار مسجدوں پر سے قبضہ ہٹانے اور کاشی اور متھرا کی مساجد کو بچانے کے لئے مسلمان بابری مسجد کے حق سے دست بردار ہو جائیں۔ وہ حملہ بھی ناکام ہوا۔ اس کے بعد مسلمانوں کو مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اراکین سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ خبریں پھیلائی گئیں کہ بورڈ کے بعض اراکین نے وی ایچ پی سے سودا کر لیا ہے۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

[illegible]

جس دوران شنکر اچاریہ جی دوڑ دھوپ کر رہے تھے اور ان کی تجویز مسلم پرسنل لاء بورڈ میں زیر غور تھی بمبئی کے سنتور ہوٹل میں اس ادارے کے چند حضرات کی ایک میٹنگ ہوئی اور اس میں بورڈ کے ایک رکن کمال فاروقی صاحب کو مدعو کر کے انہیں آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ بورڈ کے سامنے تجویز رکھیں کہ شنکر اچاریہ کی تجویز کو منظور کر لیا جائے۔ شائد کمال فاروقی صاحب نے اس واہیات تجویز کو اس قابل ہی نہیں سمجھا کہ وہ بورڈ کے سامنے اس کا ذکر کرتے۔ اب یہ ادارہ [illegible] اس لئے قائم ہوا ہے کہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے بورڈ سے بدظن کیا جائے اس لئے کہ اس میں بھاری اکثریت "ملاؤں" کی ہے۔ یہ سارے منصوبے مسلمانوں میں افتراق پھیلانے کے لئے ہیں۔ ان حضرات کے لئے بابری مسجد تو کیا کسی مسجد کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ ان میں ۹۸ فیصد وہ ہیں جو کبھی کسی مسجد میں داخل ہی نہیں ہوتے ہیں۔ انہیں اللہ نے یہ توفیق ہی نہیں دی ہے۔ انکا مقصد ہے کہ یہ ایک اور مسجد ضرار تعمیر کریں۔ اس گروہ کے لوگ اسلام اور مسلم دشمنی میں اخلاقی تقاضوں کو بھی فراموش کر چکے ہیں اور اپنے مخالفین آئمہ اور ملاؤں کے لئے رکیک الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھولتے ہیں کہ مسلمان ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور ان کے خطبے سنتے ہیں اور ان کے خلاف تضحیک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ان گمراہوں کے راستے میں سب سے بڑا کانٹا علماء ہیں جو بابری مسجد کے حق کی حفاظت میں سینہ سپر ہیں۔ اس ادارے کا اصل مقصد یہ ہے کہ مسلمان مسلم پرسنل لاء بورڈ سے بدظن ہو جائیں اور چند لوگ اس کا اعلان کریں کہ یہ بورڈ ہماری نمائندگی نہیں [illegible] حکومت ان لوگوں سے گفتگو کرے جو کہیں کہ مسلمانوں کو [illegible] اور مسلمان بابری مسجد کی مقدس زمین رام مندر کے لئے سونپنے کو تیار ہیں۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ ان کے تمام منافقانہ سازشوں کی راہ میں ایک کانٹا ہے۔

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی